اعلیٰ حضرت مجدِدِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسَمّٰی بنامِ تاریخی

اَلمَلفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ

معروف بہ

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند

حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفٰے رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشِر

مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِيۡم ط

نامِ کتاب: **الملفوظ**

پیش کش: مجلس اَلۡمَدِیۡنَۃُ الۡعِلۡمِیَّۃ

سنِ طَباعت: 12 جُمادَی الاُخریٰ 1430ء، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: **مَکۡتَبَۃُ الۡمَدِیۡنہ** فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net

E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: توکّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ٢٤ ص٣٧٩) یعنی اسباب ہی کی چھوڑ کر دینا توکّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

امر میں مسلمانوں کو ذلت پہنچے اس کا ترک واجب ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ کے مصنف کون ہیں؟

عرض : فتاویٰ عالمگیریہ کس کی تصنیف ہے؟

ارشاد : مولانا نظام الدین صاحب جو مجمعِ علما کے سردار تھے ان کی تصنیف ہے۔

عالمگیریہ کہنے کی وجہ

عرض : حضور پھر اس کو عالمگیریہ کیوں کہتے ہیں؟

ارشاد : سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے علما کو جمع کر کے تصنیف کرائی اور اس میں کئی لاکھ روپیہ صَرف (یعنی خرچ) کیا، کثیر کتب خانہ جمع کیا تمام کتابوں میں دیکھ دیکھ کر یہ فتاویٰ تصنیف ہوا۔

مناظرہ کی ایک ناجائز شرط

عرض : مناظرہ میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو غالب کا مذہب اختیار کر لے، کیسا ہے؟

ارشاد : حرام ہے اور اگر دل میں ہے کہ دوسرا شخص غالب ہوگا تو وہ شخص اپنے مذہب کو چھوڑ دے گا تو یہ کفر ہے۔

کفر کا اِرادہ کرنا کفر ہے

ائمہ کرام کی تصریح ہے کہ ''جو شخص کفر کا ارادہ کرے مضافاً یا مُعلَّقاً ابھی کافر ہو گیا''۔(الفتاوی الهندیه، کتاب السیر، الباب التاسع......الخ، مطلب موجبات الکفر......الخ، ج۲، ص۲۸۳) مضافاً یہ کہ مثلاً ارادہ کرے کہ بیس برس بعد کفر کرے گا تو ابھی کافر ہو گیا کہ کفر پر راضی ہوا۔ اور مُعلَّق کی شکل یہ ہے کہ اگر وہ کام ہو جائے یا نہ ہو تو وہ شخص کفر کرے گا۔ ہاں اگر دل میں یہ ہے کہ یقیناً میں ہی غالب آ ؤں گا تو کفر نہیں۔

محال بالذّات کی وضاحت وتعریف

عرض : حضور! اگر وہابیہ یہ کہیں کہ باری تعالیٰ کے لیے ظلم اس وجہ سے مُحال (یعنی ناممکن) ہے کہ غیر ''مالکِ مُستَقِل'' ہے ہی نہیں تو (یہ) بِالذّات مُحال نہیں، اس کا جواب کیا ہے؟

ارشاد: یوں تو کوئی شے مُحال بِالذَّات نہ رہے۔ مخالف پوچھے گا: یہ کیوں محال ہے؟ جب اس کی وجہِ اِستحالہ بتائے گا، وہ (یعنی مخالف) کہہ دے گا: اِس وجہ سے محال ہے، نفسِ ذات میں اِستحالہ نہیں۔ ''مُحال بِالذَّات وہ ہے جس کی نفسِ ذات اِبا (یعنی انکار) کرے وجود سے'' اور ''وہ عرض بھی مُحال بِالذَّات ہوتا ہے جو اپنے وجود کے وقت ایسی شے سے متعلق ہوتا ہے جس کی نفسِ ذات اِبا (یعنی انکار) کرتی ہے وجود سے اور اگر وہ شے مستقل نہیں تو جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس کی نفسِ ذات اِبا کرے اس کے وجود سے تو وہ بھی مُحال بِالذَّات ہے''۔

وجہِ اِستحالہ بیان کرنے سے شے مُحال بِالغَیر نہیں ہو جاتی۔ **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا نہ ہوگی۔ اب اس کا خلاف ممکن ہے یا محال؟ ممکن تو ہے نہیں اور مُحال بِالذَّات ہو نہیں سکتا کہ نفسِ ذات میں اِمکان ہے تو مُحال بِالغَیر ہوگا۔ اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہے؟ وہ کذبِ الٰہی ہے، لازم آئے گا کہ کذبِ الٰہی مُحال بِالذَّات ہو ورنہ مُحال بِالغَیر تو مُمکِن بِالذَّات ہوتا ہے اور مُمکِن بِالذَّات پر کوئی شے موقوف ہونے سے مُحال بِالغَیر نہیں ہو جاتی۔

کذبِ الٰہی ممکن نہیں

﴿پھر فرمایا﴾ کذبِ الٰہی کا اِمکان مان کر عقائد، ایمان، شرائع[1]، اَدیان[2] کچھ بھی نہ رہے گا۔ ''ایمان کہتے ہیں اعتقادِ ثابت جازِمِ غیر مُتَزَلْزِل کو۔'' ہمارا ایمان ہے کہ قیامت آئے گی، پھر کیا سبب ہے کہ کوئی دلیلِ عقلی اس پر قائم نہیں؟ سَمعِیّاتِ مَحْضَہ میں سے ہے (یعنی اُن مسائل میں سے ہے جن کا اِثبات قرآن وحدیث پر موقوف ہے، محض عقل سے انہیں نہیں جانا سکتا) لامُحالہ (یعنی ضرور) ماننا پڑے گا کہ اَخبارِ الٰہی ہیں اور جب اَخبارِ الٰہی میں کذب ممکن ہوا تو اعتقادِ ثابت جازِمِ غیر مُتَزَلْزِل کہاں سے آئے گا! پھر تو ہر بات میں یہ رہے گا کہ ممکن ہے جھوٹ کہہ دیا ہو۔ تو نہ دین رہا نہ قرآن، نہ اسلام رہا نہ ایمان۔

کلام لفظی وکلام نفسی کی بحث

عرض: حضور اگر ''کلامِ لفظی'' میں کذب ممکن مانا جائے اور ''کلامِ نفسی'' کو اس سے پاک مانا جائے تو کیا خرابی ہے؟

ارشاد: '' کلامِ لفظی'' تعبیر کس سے ہے، کسی معنی سے ہے یا یہ معنی سے علیحدہ الفاظ ہیں؟ ضرور ہے کہ معنی سے تعبیر ہے اور

[1]: شریعت کی جمع [2]: دین کی جمع

معنیٰ ''کلامِ نفسی''۔اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ صِدْق و کِذْب اوَّلاً معنیٰ کو عارِض ہوا یا الفاظ کو؟ ضرور ہے کہ معنیٰ ہی کو عارِض ہے اس کے ذریعہ سے الفاظ پر تو کذب'' کلامِ نفسی'' پر ہوا یا صرف ''کلامِ لفظی'' پر! معنیٰ اگر مُطابِقِ واقِع ہیں تو صادِق ورنہ کاذِب۔الفاظ اگر اس کے مُوافِق ہیں تو یہ (یعنی کلامِ نفسی) صادق ہوگا تو وہ (یعنی کلامِ لفظی) بھی صادق اور یہ (یعنی کلامِ نفسی) کاذِب تو وہ بھی کاذِب اور اگر مُوافِق نہیں تو تعبیر ہی نہ ہوئی۔بشر کا کلام لیجئے، زید کے ذہن میں ایک معنیٰ ہیں ''زَیْدٌ قَائِمٌ'' اب اگر الفاظ میں ''زیدٌ لَیسَ بِقَائِمٍ'' ہیں تو سِرے سے اس کی تعبیر ہی نہ ہوئی اور اگر ''زیدٌ قائمٌ'' ہے تو معنیٰ صادِق ہوں گے تو یہ بھی صادِق ہوگا اور وہ کاذِب تو یہ بھی کاذِب۔

کلامِ باری میں لفظی و نفسی کا کوئی فرق نہیں

﴿پھر فرمایا﴾ ''ہم تو کلامِ باری عَزَّوَجَلَّ میں لفظی و نفسی کا تَفرِقہ مانتے ہی نہیں، ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں۔یہ متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔''

کیا پکّا سُنّی بد مذہب کی کُتُب دیکھ سکتا ہے؟

عرض: مُتَصَلِّب (یعنی پکے) سُنّی کو اعتراض کی نظر سے خُبثَا (یعنی خبیثوں) کی کتابیں دیکھنا جائز ہیں یا نہیں؟

ارشاد: فقط مُتَصَلِّب ہونا کافی نہیں بلکہ عالم ہو، پورا ماہر ہو، وسیع نظر ہو، اِس کے ساتھ مُتَصَلِّب سُنّی بھی ہو، کیا اعتماد رکھتا ہے اپنے نفس پر؟ اور جو اپنے نفس پر اعتماد کرے اس نے بڑے کَذَّاب پر اعتماد کیا۔حدیث میں ہے:

اِنَّ اَلْقُلُوْبُ بینَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُهَا کَیْفَ یَشَاءُ — انسانوں کے دل رحمٰن کے دستِ قدرت کی دو انگلیوں میں ہیں، پھیرتا ہے ان کو جس طرف چاہتا ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء ان القلوب......الخ، الحدیث ۲۱۴۷، ج ٤، ص ٥٥)

مجلس سے اُٹھتے وقت کی دعا

اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔خود اعلیٰ حضرت قبلۂ عالَم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قیام فرمانے سے پہلے حسبِ معمول یہ دعا پڑھی: